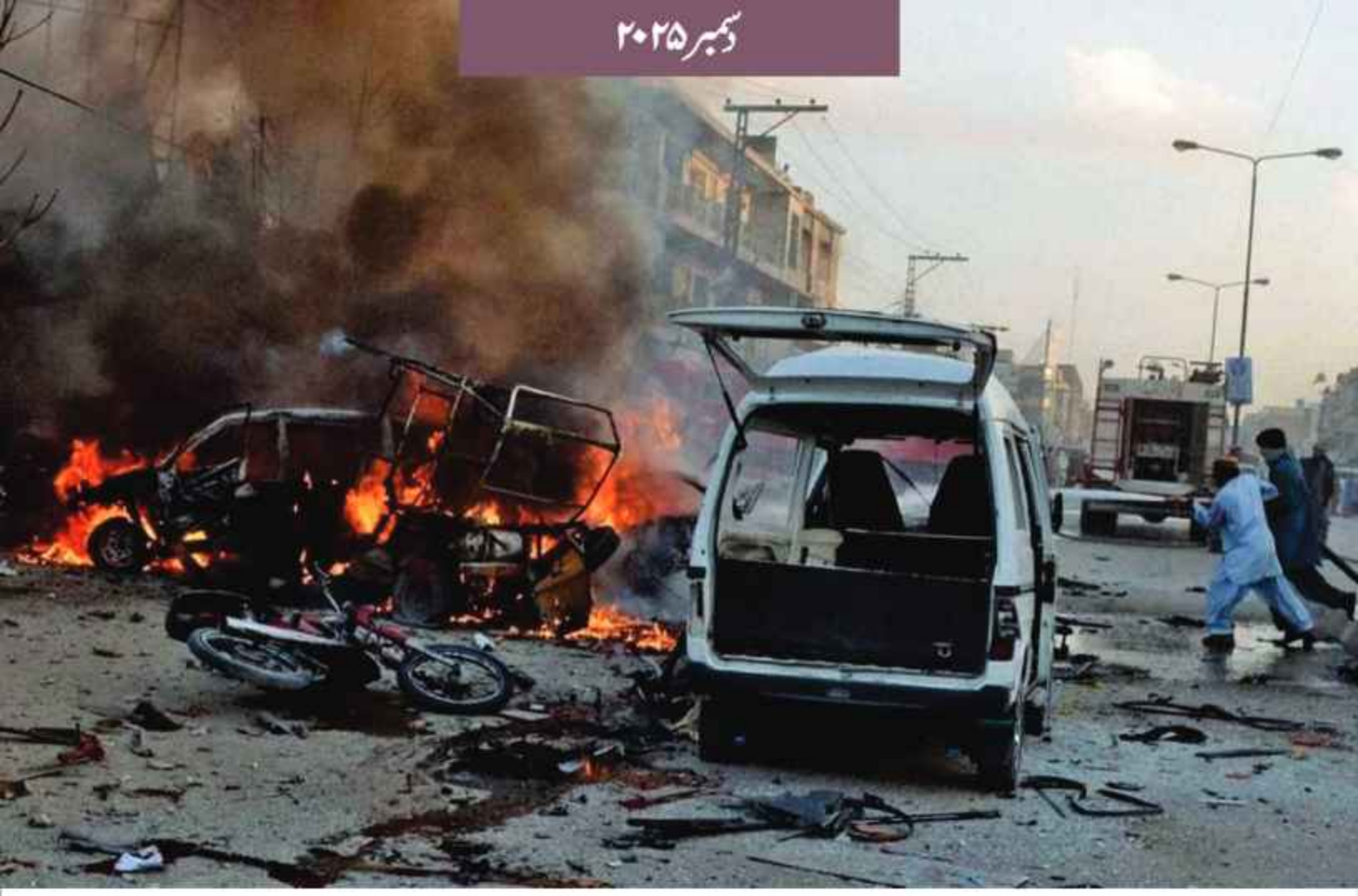
پاکستان میں حالیہ دہشت گردی کی لہر

کنول افتخار
(مصنفہ ایک ممتاز صحافی اور کالم نگار ہیں اور اخبار میں کالم لکھتی ہیں)





پاکستان ایک نازک موڑ پر کھڑا ہے، جہاں دہشت گردی نے ایک بار پھر سر اٹھایا ہے۔ حالیہ دنوں میں دو بڑے دہشت گردانہ حملوں نے نہ صرف انسانی جانوں کا خون بہایا بلکہ ہمارے قومی دفاع، خطے کی سکیورٹی اور افغانستان کے ساتھ تعلقات پر بھی گہرے سوالیہ نشان لگا دیے ہیں۔ اسلام آباد اور وانا میں ہونے والے یہ حملے اس بات کا ثبوت ہیں کہ دہشت گردی کا خطرہ اب صرف سرحدی علاقوں تک محدود نہیں رہا بلکہ ہمارے دارالحکومت کی گلیوں، عدالتوں اور معصوم طالب علموں کے کیڈٹ کالج تک پہنچ چکا ہے۔ ایسے حالات میں افغانستان کی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ دہشت گردوں کے خلاف مؤثر اور ٹھوس اقدامات کرے، کیونکہ سرحد پار سے حمایت یافتہ دہشت گردی ہمارے لیے سنگین خطرہ ہے۔ 11 نومبر 2025 کو اسلام آباد کے سیکٹر جی-11 میں ضلعی عدالت کے باہر خودکش بم حملہ ہوا۔ حکام کے مطابق حملہ آور عدالت میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا تھا، مگر سخت سیکیورٹی کے باعث اندر داخل نہ ہو سکا اور پولیس وین کے قریب اپنے بم سے خود کو دھماکے میں اڑا لیا۔ یہ واقعہ دوپہر اس وقت پیش آیا، جب عدالت میں وکلاء، فریقین اور پولیس اہلکار موجود تھے۔ اس حملے میں 12 افراد شہید اور کم از کم 36 زخمی ہوئے۔ وزیر داخلہ محسن نقوی کے مطابق خودکش بمبار نے کار کو نشانہ بنایا جب اندر جانے کا راستہ نہ مل سکا۔ فوراً بعد سکیورٹی فورسز نے علاقے کو گھیر لیا، امدادی ٹیمیں پہنچی اور زخمیوں کو اسپتال منتقل کیا گیا۔ حکومت اور ریاستی حکام نے اس واقعے کی بھرپور مذمت کی، جبکہ وزیرِ اعظم نے معصوم شہریوں کی ہلاکت پر افسوس کا اظہار کیا اور تحقیقات کا حکم دیا۔

وزیر دفاع خواجہ محمد آصف نے اسے "جنگ" قرار دیتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کی جنگ اب صرف سرحدی علاقوں کی بات نہیں رہی بلکہ امن کے قلب پر حملہ ہے۔ یہ حملہ محض ایک دہشت گردانہ عمل نہیں تھا بلکہ ایک واضح پیغام تھا، طاقتور انتہا پسند تنظیموں کی آمریت کا اور پاکستان میں ایک ایسے ایجنڈے کا جو خوف اور تشدد کے ذریعے اپنی مرضی منوانا چاہتا ہے۔ یہاں ایک اور نکتہ قابلِ غور ہے کہ حکومت پاکستان نے افغانستان کی طالبان انتظامیہ پر الزام لگایا کہ وہ پاکستانی طالبان کو پناہ دے رہی ہے اور ان کی سرپرستی کر رہی ہے۔ وزیر دفاع نے کہا کہ اسلام آباد میں یہ حملہ افغانستان سے جاری دہشت گردی کی واضح علامت ہے اور یہ ایک پیغام کے طور پر بھیجا گیا کہ افغانستان میں موجود شدت پسند پاکستان میں تشدد کو بڑھاوا دے رہے ہیں۔ اسی طرح وانا کیڈٹ کالج، جو جنوبی وزیرستان میں واقع ہے، حال ہی میں ایک سنگین دہشت گردانہ واقعہ کا شکار ہوا۔ سیکیورٹی ذرائع کے مطابق یہ حملہ مقامی دہشت گردوں تک محدود نہیں تھا بلکہ افغانستان میں موجود دہشت گرد قیادت کی منصوبہ بندی کے تحت انجام دیا گیا۔ حملہ آور افغانی شہری تھے اور انہوں نے افغانستان میں موجود دہشت گرد قیادت سے ہدایات حاصل کیں۔ ان پر بیرون ملک سے لائے گئے آلات فراہم

پاکستانی طالبان کی ایک شاخ، جماعت الاحرار، نے اس حملے کی ذمہ داری قبول کی۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ ججوں، وکلاء اور سرکاری اہلکاروں کو نشانہ بنا رہے ہیں جو "غیر اسلامی قوانین" نافذ کرتے ہیں اور ایسے حملے اس وقت تک جاری رہیں گے، جب تک ان کا مطالبہ شریعت کے نفاذ کا پورا نہیں ہوگا۔



کیے گئے اور ان کا نیٹ ورک بھی افغانستان سے منظم تھا۔ کالعدم گروہ فتنۃ الخوارج کی قیادت افغانستان میں سرگرم تھی اور اس نے حملے کی منصوبہ بندی کی۔ کالج میں موجود طلبہ اور اساتذہ کو سکیورٹی فورسز نے 14 گھنٹے کے آپریشن کے بعد محفوظ طریقے سے ریسکیو کیا، لیکن آپریشن کے دوران دو اہلکار شہید اور چار دہشت گرد ہلاک ہوئے۔



یہ واقعہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دہشت گردانہ کاروائیاں اب سرحد پار کی حمایت کے بغیر نہیں ہوسکتیں۔ یہ دونوں حملے یہ واضح کرتے ہیں کہ دہشت گردی صرف سرحدی علاقوں یا دور دراز علاقوں کا مسئلہ نہیں رہی بلکہ اب یہ ہمارے مستقبل اور معاشرتی ڈھانچے کو بھی نشانہ بنا رہی ہے۔ یہ چیلنج ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ اگر ہم امن اور استحکام چاہتے ہیں تو ہمیں نہ صرف داخلی طور پر بلکہ خطے اور بین الاقوامی سطح پر مضبوط اور مؤثر حکمت عملی اپنانے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کا افغانستان کی طالبان حکومت سے دہشت گرد تنظیموں کے خلاف ٹھوس اقدامات کرنے کا ایک حقیقت پر مبنی مطالبہ ہے۔ صرف زبانی مذمت کافی نہیں بلکہ عملی اقدامات کی ضرورت ہے، دہشت گردوں کے ٹھکانے بند کیے جائیں، ان کی سپلائی چین کو منقطع کیا جائے اور جو افراد افغانستان میں ان کارروائیوں کی منصوبہ بندی اور مالی معاونت کر رہے ہیں، ان کے خلاف قانونی اور بین الاقوامی دباؤ بڑھایا جائے۔

دوسرا بین الاقوامی برادری، خصوصاً اقوام متحدہ اور علاقائی طاقتیں اس مسئلے کو نظر انداز نہ کریں۔ پاکستان اور افغانستان کے درمیان سرحدی



سکیورٹی اور انٹیلی جنس اشتراک کو فوراً مضبوط کرنے کی ضرورت ہے تاکہ مشترکہ آپریشنز اور دہشت گرد نیٹ ورک کی شناخت و خاتمے کے اقدامات ممکن ہو سکیں۔

تیسرا پاکستان کو اپنی داخلی سکیورٹی ڈھانچے اور قانونی فریم ورک پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔ دہشت گردی کے خلاف قانون سازی کو مزید مضبوط کرنا، پابندی شدہ تنظیموں کی نگرانی کو بڑھانا اور دہشت گردی کے مالی وسائل روکنے کے لیے مالیاتی نظام میں شفافیت لانا انتہائی ضروری ہے۔ ساتھ ہی نوجوانوں میں شعور اجاگر کرنا اور انہیں ایسے مواقع فراہم کرنا ضروری ہے کہ وہ انتہا پسندی اور دہشت گردی کی راہوں سے دور رہ سکیں۔

چوتھا اور اہم نکتہ یہ ہے کہ پاکستان کو سفارتی سطح پر واضح اور بلا کپیرومائز موقف اختیار کرنا چاہیے۔ یہ موقف صرف الزام تراشی پر مبنی نہ ہو بلکہ حقائق پر مبنی ہو۔ افغانستان پر دباؤ کے ساتھ ساتھ یہ واضح ہونا چاہیے کہ پاکستان اپنے دفاع اور تحفظ کے لیے اقدامات کرنے کا حق رکھتا ہے اور امن کے خواہاں ہونے کے باوجود وہ دہشت گردانہ حملوں کے سامنے خاموش نہیں رہے گا۔ آخر کار یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ دہشت گرد پاکستان میں نہ صرف شہریوں کو نشانہ بنا رہے ہیں بلکہ ہمارے آئینی اور عدالتی نظام پر حملہ کر رہے ہیں، سکیورٹی فورسز کو چیلنج کر رہے ہیں اور ایک ایسے نظریے کو فروغ دے رہے ہیں جو تشدد اور نفرت پر مبنی ہے۔

یہ لمحہ فکریہ ہے کہ غم منانے کے بجائے سوچ سمجھ کر اور فوری اقدامات کیے جائیں۔ ہم ایک ایسا معاشرہ چاہتے ہیں جہاں عدالتیں محفوظ ہوں، طلبہ اپنا مستقبل خوف کے بغیر بنا سکیں اور دارالحکومت کی گلیاں دہشت کی گونج سے آزاد ہوں۔ یہ ذمہ داری صرف پاکستانی ریاست کی نہیں بلکہ خطے اور بین الاقوامی برادری کی بھی ہے کہ وہ اس خطرناک صورتحال کو سنجیدگی سے لے اور مشترکہ حکمت عملی کے ذریعے اس کا مؤثر جواب دے۔ تشدد کی مذمت، مضبوط سکیورٹی اقدامات اور سفارتی دباؤ ہی پاکستان اور خطے کو امن کی راہ پر گامزن کر سکتے ہیں۔